خواتین کے حقوق کے محافظ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شگفتہ عمر

محسن اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات پوری نوع انسانی پر ہیں لیکن صنف نازک اس احسان کی خصوصی طور پر مرہونِ منت ہے جس کو اس کا حقیقی مقام دلا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گویا ایک نئی زندگی عطا کی۔ یہ حقیقی مقام کیا تھا؟ آدم اور حوا کی تخلیق کے وقت مرد اور عورت کی اس حیثیت کا تعیّن کر دیا گیا تھا کہ دونوں کی اصل اور بنیاد ایک ہی ہے''۔اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور پھر ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں''۔(النساء ۴:۱)

انسانیت کے شرف اور اکرام میں مرد اور عورت کے درمیان کوئی تخصیص نہیں رکھی گئی۔''لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے''۔(سورۃ الحجرات ۴۹:۱۳)۔

دنیا اور آخرت میں کامیابی کے لیے بھی جنس کی کوئی بنیاد نہیں رکھی گئی۔''جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے''۔(النحل ۱۶:۹۷)

اس ہدایت ربانی سے تحریف کرتے ہوئے یہودیت اور مسیحت نے عورت کو ازلی گناہ کا سرچشمہ، شیطان کا آلہ کار اور معصیت کا دروازہ قرار دیا۔ دیگر مذاہب اور اقوام نے بھی اسے قابل فروخت اور کمتر جانا اور بیشتر تمدنی اور قانونی حقوق سے محروم رکھا۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں عورت کی اس گم کردہ حیثیت کے برعکس نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوبارہ عزت و رفعت سے ہمکنار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف اسے باعزت طور پر زندہ رہنے کا حوصلہ دیا۔ بلکہ جنت ماؤں کے قدموں تلے کے اعلان کے ساتھ اسے مردوں سے بھی بلند درجہ عطا فرمایا۔

آج صنفی مساوات کی بحث میں اسلام میں عورت کے مقام کو نشانہ تنقید بنایا جاتا ہے۔ غیر تو غیر ہم نورالٰہی کے حامل بھی اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 7ویں صدی عیسوی میں عورت کو وہ تمام معاشرتی وتمدنی حقوق عطا کیے جو مغرب کی عورت کو 18ویں صدی عیسوی میں انتہائی جدوجہد کے بعد حاصل ہوئے۔ 14ویں صدی عیسوی میں مغرب میں عورت کو روح کے بغیر وجود باور کیا

جارہا تھا۔ 1400ء سے 1700ء تک لاکھوں عورتوں کو چڑیلیں قرار دیتے ہوئے زندہ جلایا جارہا تھا۔ جبکہ اس سے 800 سال قبل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورت کو کن رفعتوں سے ہمکنار کررہے تھے۔ چند فرمودات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

''اونٹ کے سار بان سے فرمایا جارہا ہے۔ آہستہ اونٹ دوڑاؤ یہ نازک آبگینے ہیں'' (بخاری۔ کتاب المناقب)

''لوگو! عورتوں کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرو''۔ (بخاری۔ خطبہ حجۃ الوداع)

''لوگو اللہ نے تم پر حرام کی ہے ماؤں کی نافرمانی اور لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا''۔ (بخاری۔ کتاب النکاح)

بیوی کے وقار اور اس کی منزلت کو بام عروج تک پہنچانے کے لیے اس کے ساتھ حسن سلوک اور دل جوئی کو ایک شوہر کی خوبی اور شرافت کا معیار قرار دیا۔ آپ ؐ نے فرمایا: ''تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ اچھا ہے اور میں تم میں سے سب سے زیادہ اپنے اہل خانہ کے لیے اچھا ہوں'' (ابن ماجہ) نیز فرمایا: ''دنیا ساری کی ساری متاع ہے اور اس کی سب سے بہتر متاع صالح عورت ہے''۔ (مسلم۔ کتاب النکاح)

آج اسلام کے نظام وراثت میں عورت کے لیے مقررہ کردہ حصے پر تنقید کرنے والوں کو شاید یہ یاد نہیں کہ 18 ویں صدی تک مغربی دُنیا عورت کے حق ملکیت اور حق وراثت سے ناآشنا تھی۔ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف باپ، بھائی، شوہر اور بیٹے کو اس کی کفالت کا ذمہ دار ٹھہرایا بلکہ کسی بھی ذریعے سے حاصل کردہ آمدنی وجائیداد پر اس کا حق ملکیت اور حق اختیار لازم رکھا۔ عورت کو ماں، بیوی، بہن، بیٹی، نانی، نواسی، دادی، پوتی کی حیثیت میں وراثت کا حق عطا کیا گیا۔

16 ویں اور 17 ویں عیسوی میں یورپ کی عورت ڈگری کے حصول کا حق طلب کررہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی تعلیمات سے منور حضرت عائشہ صدیقہ ؓ جلیل القدر صحابہ کرام ؓ کو قرآن وحدیث کی تعلیم دے رہی تھیں اور وہاں پہ کسی اختلاف رائے میں اپنی ماں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کو حجت تسلیم کرتے ہوئے سر تسلیم خم کررہے تھے اور آنے والے ادوار میں خواتین علماء مدینہ، عراق، کوفہ بصرہ اور دیگر علاقوں میں قرآن اور حدیث کی تعلیمات سے ہزاروں افراد کے دل ودماغ کو منور کررہی تھیں اور علماء ان خواتین کی علمی خدمات اور جلالت شان کا اعتراف کررہے تھے۔

آج 21 ویں صدی میں Girl Child کے مفاد کو پہلے Beijing plat form for action (BPA) پھر Millennium Dev. Goals (MDGs) اور Sustainable Dev. Goals (SDGs) میں اہم مقام دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 1500 سال قبل فرمایا، ''جس شخص کے لڑکی ہو وہ اسے زندہ درگور نہ کرے نہ اس سے حقارت آمیز سلوک کرے نہ اپنے لڑکے کو اس پر ترجیح دے اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا''۔ (ابوداؤد کتاب الادب) نیز فرمایا

''جس شخص کے تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کو علم وادب سکھائے اور ان کی پرورش کرے اور ان پر مہربانی کرے اس کے لیے ضرور جنت واجب ہو جاتی ہے''۔ (بخاری)

والدین کو بحیثیت ولی لڑکیوں کے ہم پلہ رشتوں کی تلاش کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا اور شادی میں لڑکی کی رضامندی کو نکاح کے انعقاد کی لازمی شرط قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک ایسی لڑکی کو جس کے والدین نے اُس کی رضا کے برخلاف نکاح کر دیا تھا، حق دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو فسخ کروادے۔ نیز ظالم ناکارہ، ناپسندیدہ شوہر کے مقابلے میں عورت کو خلع اور فسخ نکاح کے وسیع اختیارات دیئے اور مطلقہ اور بیوہ کو دوسری شادی کی اجازت دی۔ معاشرے میں عورت کی جان، مال اور آبرو کو تحفظ عطا کیا۔ مردوزن کے لیے غض بصر، ستر وحجاب کے احکام اور بنیادی اخلاقی اقدار کی پاسبانی لازم قرار دی۔ عورت کے کردار پر اٹھنے والی غلط آواز کو قذف کا مرتکب ٹھہرایا۔ ریاست کے معاملات میں خواتین کی رائے، مشورہ اور محاسبہ کو نہ صرف اہمیت دی گئی بلکہ مرد کی طرح اسے معاشرتی تعمیر وترقی کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ اسی ذمہ داری کی تائید ہے۔ خواتین کے حقوق کو متعین کر کے افراد اور ذمہ داران پر نہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ ان کے تحفظ کی ضمانت کے لیے انہیں اللہ کی خوشنودی حلّت وحرمت، گناہوں کی مغفرت، جنت کے حصول اور آتش دوزخ سے نجات کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔

رحمۃ العالمین کے خواتین پر چند احسانات ایسے بھی ہیں جو اغیار کی طرف سے حقوق نسواں کے خلاف امتیازات قرار دیئے جاتے ہیں۔ غور تو کیجیے کیا باجماعت نماز سے فراغت، قانونی گواہی میں رخصت جہاد اور قتال فی سبیل اللہ سے رخصت عورت کے خلاف امتیازات ہیں یا احسانات؟؟ محسن نسواں صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا تذکرہ ہو تو میرے اور آپ کے لیے انہوں نے جنت کے راستے کا جو Short cut بتادیا اس کا ذکر کیوں نہ کریں۔ فرمایا ''جس عورت نے پانچوں نمازیں ادا کیں۔ رمضان کے روزے رکھے اپنی عزت کی حفاظت کی اور اپنے شوہر کی اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گئی''۔ (بزاز۔ مجمع الفوائد۔ کتاب النکاح)

اس معاملے کے دوسرے پہلو پر بھی نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ کیا جو عورت رحمۃ للعالمین کے بے پایاں احسانات سے لطف اندوز ہو رہی ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی ذمہ داری بھی ڈالی ہے؟ کیا اس کے لیے کسی کو بطور اسوہ بطور راہنمائی ہمارے سامنے بھی رکھا ہے؟

آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی یاد دہانی کے موقع پر یہ غور کرنا بھی ضروری ہے کہ کیا ازواج مطہرات جو ہماری مائیں قرار پائیں اور بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں تربیت پائی۔ ہمارے لیے نمونہ عمل نہیں ہیں۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ ہمارے عمل، ہمارے رکھ رکھاؤ، ہمارے ظاہر، ہمارے باطن، ہماری فکروں، ہماری آرزوؤں، ہماری چاہتوں میں کوئی مماثلت امہات المومنین اور بنات رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہے؟

آیئے آج ہم غور کریں وہ اسوہ کیا ہے؟ ازواج رسول ﷺ اور بنات رسول ﷺ کا نمونہ عبدیت کیا تھا؟ انفاق فی سبیل اللہ میں ان کا طرز عمل کیسا تھا؟ دین کے احکام سمجھنے اور سکھانے کے لیے ان کی جد و جہد کیا تھی؟ اپنے شوہر سے محبت، وابستگی اور ایثار و قربانی کے جذبے کیسے تھے؟ حیا اور اخلاق فاضلہ میں ان کے کردار کیسے رچے بسے تھے؟ تربیت اولاد میں امام حسینؓ اور امام حسنؓ کے سانچے کیسے ڈھلے تھے۔ آج اگر پاکستان میں یا کسی اسلامی معاشرے میں عورت کو وہ حقوق حاصل نہیں جو نبی مہربان نے متعین کیے تو اس کے لیے قصوروار اسلام اور اس کی تعلیمات نہیں۔ یہ قصور بھی ہمارا ہے اور ان حقوق کے تحفظ کی ذمہ داری بھی ہماری ہے۔ نبی رحمت حضرت محمد ﷺ قیامت تک کے لیے ہدایت اور روشنی کا منبع ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات کسی خاص وقت، ماحول اور علاقہ کے لیے مخصوص نہیں تھیں۔ اس لیے زندگی کے ہر میدان کی طرح خواتین کا مقام و مرتبہ، ان کے حقوق کی فراہمی، فرائض کی ادائیگی اور تعلقات کی نبیادیں، تعلیماتِ قرآنی اور اسوہ نبویؐ کی روشنی میں وہی رہیں گی۔ ہر دور میں ہمیں اپنے رویّوں اور کردار کو اپنی اس کسوٹی پر پرکھنا ہوگا۔ آج ہمیں مغرب کی تقلیدِ محض سے بچنا ہے تو دورِ جاہلیت کی خو بو کو بھی خود سے دور کرنا ہوگا۔ ہمیں عورت کو مرد کا ضمیمۂ محض سمجھنے کے بجائے اس کی مستقل بالذات شخصیت کو عزت و اکرام دینا ہوگا۔ حق زندگی کے ساتھ معاشرے کی ہر سطح پر اس کی عزت و ناموس کو تحفظ عطا کرنا ہوگا۔ فریضہ تعلیم کے حصول میں اس کی مدد کرنا ہوگی۔ اس کے حقِ کفالت کو حد درجہ یقینی بنانا ہوگا۔ شادی میں اس کی رضامندی کا حق اس کو لوٹانا ہوگا۔ وراثت کا حصہ اسے بخوشی از خود دینے کا حوصلہ پیدا کرنا ہوگا۔ اس پر ہر قسم کے گھریلو اور معاشرتی تشدد کی روک تھام کرنا ہوگی۔ اس کے گھر کی نگہبانی کے کردار کو اہم گرداننا ہوگا اور اسے یہ قابلِ فخر احساس دینا ہوگا کہ وہ اپنی ذہنی، علمی اور معاشرتی سرگرمیوں کے باعث اپنے گھر اور معاشرے کا اہم فرد ہے جس کی بقا اور ترقی ہی میں گھر اور معاشرے کا استحکام مضمر ہے۔

دوسری طرف ہمیں اپنی نسائیت کی حفاظت کرنا ہوگی۔ اپنے گھروں، شوہروں کے مال، اپنی عزت کی حفاظت اور بچوں کی تربیت کے لیے احساس جوابدہی اور ذمہ داری سے کام لینا ہوگا۔ صفت حیا کو مقدم رکھتے ہوئے لباس و انداز میں شائستگی اختیار کرنا ہوگی۔ اپنے گھروں کے گرد اپنی دینی اقدار کی حفاظت کا حصار باندھنا ہوگا۔ باطل مغربی افکار اور اطوار کو رد کرتے ہوئے اپنی مسلم شناخت پر احساس تفاخر پیدا کرنا ہوگا۔ دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنے سے بہتر اور انسانیت کے لیے نفع بخش انسان معاشرے کو دے کر جانا ہوں گے۔

تو آیئے اپنے لیے دُعا کریں کہ جب حضرت فاطمہ الزہراؓ اہل جنت کی عورتوں کی قیادت کرتے ہوئے جنت میں داخل ہوں تو ہم بھی ان کے قافلے میں آگے نہ سہی، پیچھے تو موجود ہوں۔